پیشکش:
مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
شعبہ کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مکتبۃ المدینہ
SC1286

حقوق العباد اور ان کی معافی سے متعلق نفیس وعمدہ تحقیق پر مشتمل ایک اہم رسالہ

أَعْجَبُ الإِمْدَادِ فِيْ مُكَفِّرَاتِ حُقُوْقِ الْعِبَادِ

تصنیف : اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدّدِ دین وملّت
مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

کی تسہیل وتخریج بنام

حقوق العباد کیسے معاف ہوں

پیشکش

مجلس: **المدينة العلمية** (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ناشر

مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب : أعجب الإمداد في مكفّرات حقوق العباد

تسہیل وتخریج بنام : حقوق العباد کیسے معاف ہوں!

مصنف : اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن

پیش کش : مجلس المدینة العلمیة (شعبۂ کتب اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمن)

سن طباعت : شعبان المعظم ۱۴۲۹ھ بمطابق اگست 2008ء

قیمت :

ناشر : مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

مکتبة المدینہ کی مختلف شاخیں

مکتبۃ المدینہ شہید مسجد کھارادر، باب المدینہ کراچی

مکتبۃ المدینہ دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، مرکز الاولیاء لاہور

مکتبۃ المدینہ اصغر مال روڈ نزد عیدگاہ، راولپنڈی

مکتبۃ المدینہ امین پور بازار، سردار آباد (فیصل آباد)

مکتبۃ المدینہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ، مدینۃ الاولیاء ملتان

مکتبۃ المدینہ آفندی ٹاؤن، حیدر آباد

مکتبۃ المدینہ چوک شہیداں، میرپور کشمیر

E.mail:ilmia26@yahoo.com

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

فہرس

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له مظلمة لأحد من عرضه أو شيء فليتحلّله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم تكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. ("صحيح البخاري"، كتاب المظالم والغصب، باب من كانت له مظلمة... إلخ، الحديث: ٢٤٤٩، ج٢، ص١٢٨)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جس کے ذمہ اپنے بھائی کا آبرو وغیرہ کسی بات کا مظلمہ ہو اسے لازم ہے کہ یہیں اس سے معافی چاہ لے قبل اس وقت کے آنے کے کہ وہاں نہ روپیہ ہوگا نہ اشرفی، اگر اسکے پاس کچھ نیکیاں ہونگی تو بقدر اسکے حق کے اس سے لیکر اُسے دی جائیں گی ورنہ اُسکے گناہ اس پر رکھے جائینگے۔''

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

''حقوق العباد کیسے معاف ہوں'' کے اکیس حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ''21 نیّتیں''

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم: **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ** مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵، داراحیاء التراث العربی بیروت)

دومَدَنی پھول: ﴿1﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿2﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

﴿1﴾ ہر بار حَمد و ﴿2﴾ صلوٰۃ اور ﴿3﴾ تعوُّذ و ﴿4﴾ تَسمِیہ سے آغاز کروں گا (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا۔) ﴿5﴾ رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالَعہ کروں گا ﴿6﴾ حَتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور ﴿7﴾ قبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا ﴿8﴾ قرآنی آیات اور ﴿9﴾ اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا ﴿10﴾ جہاں جہاں ''اللّٰہ'' کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿11﴾ جہاں جہاں ''سرکار'' کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم پڑھوں گا ﴿12﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) ''یادداشت'' والے صفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا ﴿13﴾ (اپنے ذاتی نسخے پر) عِندَ الضَّرورت خاص خاص مقامات پر انڈر لائن کروں گا ﴿14﴾ کتاب مکمل پڑھنے کے لیے بہ نیتِ حصولِ علمِ دین روزانہ چند صفحات پڑھ کر علمِ دین حاصل کرنے کے ثواب کا حقدار بنوں گا ﴿15﴾ دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا ﴿16﴾ اس

حدیثِ پاک ” تَهَادَوْا تَحَابُّوْا “ ایک دوسرے کوتحفہ دو آپس میں محبت بڑھے گی“ (موطأ إمام مالك ، ج۲،ص ۴۰۷، رقم: ۱۷۳۱ ،دارالمعرفة بیروت) پرعمل کی نیت سے (ایک یاحسبِ توفیق تعداد میں) یہ کتابیں خرید کر دوسروں کوتحفۃً دوں گا ﴿17﴾ جن کودوں گا حتّی الامکان انہیں یہ ہدف بھی دوں گا کہ آپ اتنے (مثلاً 5) دن کے اندر اندر مکمل پڑھ لیجیے ﴿18﴾ اس کتاب کے مطالَعہ کا ثواب ساری اُمّت کوایصال کروں گا ﴿19﴾ جومسئلہ سمجھ میں نہیں آئے گا اس کے لیے آیتِ کریمہ ” فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ “ ترجمہ کنزالایمان: ”تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔“ (پ ۱۴، النحل: ۴۳) پر عمل کرتے ہوئے علماء سے رجوع کروں گا ﴿20﴾ حقوق اللہ وحقوق العباد کو اچھے طور پر ادا کرنے کی کوشش کرونگا۔ ﴿21﴾ کتابت وغیرہ میں شَرعی غلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔ (ناشرین ومصنّف وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اچھی اچھی **نیّتوں** سے متعلق رَہنمائی کیلئے، **امیرِ اہلسنّت** دامت بَرَکاتُہم العالیہ کا سنّتوں بھرا بیان **”نیّت کا پھل“** اور نیتوں سے متعلق آپ کے مُرتّب کردہ **کارڈ** اور **پمفلٹ** **مکتبة المدینه** کی کسی بھی شاخ سے ھدیّۃً حاصِل فرمائیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ اور المدینۃ العلمیۃ

از: بانیٔ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت
حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للّٰہ علی إِحْسَانِهٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِهٖ صلّی اللّٰہ تعالی علیہ وسلّم

تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدَّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَهُمُ اللّٰهُ تعالی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اُٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالی علیہ
(۲) شعبۂ تخریجِ کُتُب
(۳) شعبۂ درسی کُتُب
(۴) شعبۂ اصلاحی کُتُب
(۵) شعبۂ تراجمِ کُتُب
(۶) شعبۂ تفتیشِ کُتُب

"المدینۃ العلمیۃ" کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیٔ سنّت، ماحیٔ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر و بَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولانا الحاج الحافِظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوُسع سَہْل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزّ وجلّ "دعوتِ اسلامی" کی تمام مجالس بَشُمُول "المدینۃ العلمیۃ" کو دن گیارہویں رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مجدد دین وملت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن زبردست عالمِ دین، عظیم مفسّر ومحدّث اور فقیہ بے بدل تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی دینِ متین کی حفاظت وصیانت، شانِ اُلوہیت کی پاسبانی اور مقامِ مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نگہبانی میں گزار دی، ساتھ ساتھ علومِ دِینیہ ودُنیویہ مثلاً: عقائد وکلام، تفسیر واصولِ تفسیر، حدیث واصولِ حدیث، فقہ واصولِ فقہ، معانی وبدیع، نظم ونثر، سائنس وفلسفہ، حساب وجیومیٹری، توقیت وہندسہ، فلکیات ونُجوم، سیاسیات ومعاشیات اور دیگر بے شمار علوم کی خدمت میں اپنے آپ کو مصروف رکھا ان تمام تر علمی اور تحقیقی خدمات پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار تصانیف شاہدِ عدل ہیں خصوص بالخصوص ۳۳ جلدوں پر مشتمل **''فتاویٰ رضویہ شریف''** اُمتِ مسلمہ کی اِصلاح کے لیے ایک انمول تحفہ ہے جس کی فیض رسانیاں علماء، فضلاء، مشائخ کرام، مُفتیانِ عظام، پروفیسرز واِسکالرز الغرض ہر شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اشخاص اس لاجواب وبے مثال تصنیف کے توسُّط سے علمی جواہر پارے اپنے دامنوں میں سمیٹ رہے ہیں اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اِصلاحِ معاشرہ کے پیشِ نظر لوگوں کو زبان وقلم اور درس وبیان کے ذریعے حقوق اللہ، حقوق العباد، حقوق الزوجین، حقوق الاولاد اور دیگر حقوق کی ادائیگی کی خوب ترغیب دلائی یہاں تک کہ اپنے فتاویٰ میں بھی اس کا خوب اہتمام فرمایا اور رسائل بھی لکھے کیونکہ اِیمان کے بعد دین ودنیا میں بندے کی فوز وفلاح کا مدار حقوق کی ادائیگی پر ہے، حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور پُرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

دفتر تین ہیں، ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی اللہ تعالیٰ کو کچھ پروا نہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا، وہ دفتر جس میں اَصلاً معافی کی گنجائش نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائے گا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پروا نہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی، اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کردے اور درگزر فرمائے، اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے۔ ("المسند" لأحمد بن حنبل، الحديث: ٢٦٠٩٠، ج١٠، ص٨٢).

اسی طرح حقوق میں تَقصِیرات کل بروزِ قیامت سخت خسارے کا باعث ہوسکتی ہیں۔ دوست احباب، اَعِزہ واَقربا تو دور کی بات! اگر ماں باپ کا اپنی اولاد پر کچھ حق آتا ہوگا تو یہ اپنے جگر کے ٹکڑے پر لپٹتے ہونگے کہ ہمیں ہمارا حق دے، وہ کہے گا: میں تمہارا بچہ ہوں، یعنی شاید رحم کریں، وہ تمنا کرینگے کاش اور زیادہ ہوتا۔ حدیث پاک میں آتا ہے:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے: والدین کا بیٹے پر دَین ہوگا قیامت کے روز والدین بیٹے پر لپٹیں گے تو بیٹا کہے گا: میں تمہارا بیٹا ہوں تو والدین کو حق دلایا جائے گا اور تمنّا کریں گے کاش ہمارا حق اور زائد ہوتا!

("المعجم الكبير"، الحديث: ١٠٥٢٦، ج١٠، ص٢١٩).

بہر حال حقوق العباد کا معاملہ نہایت نازک ترین ہے جن کی ادائیگی کا حکم قرآن وحدیث میں نہایت ہی تاکید کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ بندہ کسی بھی طرح کسی دوسرے بندے کے حقوق پامال نہ کرے لیکن سُستی وغفلت کے باعث ان حقوق کی ادائیگی نہ ہونے کے برابر ہے اور اسی سُستی اور غفلت کے باعث ان حقوق کی ادائیگی مشکل سے

مشکل تر ہوتی جارہی ہے لیکن رحیم وکریم رب عزوجل کے رحم وکرم پر قربان، اسی کی ذات سے اُمید کی جاسکتی ہے کہ وہ جل شانہ ان حقوق کی ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے۔

چنانچہ ان حقوق کی وقعت واہمیت کے پیشِ نظر اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدِّدِ دین وملت، مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے خاص کر حقوق العباد سے متعلق رسالہ مبارکہ ''**أَعْجَبُ الإِمْدَادِفِيْ مُكَفِّرَاتِ حُقُوْقِ الْعِبَاد**'' تحریر فرمایا جس میں حقوق العباد کے معاف ہونے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ایک قاعدہ کلیہ بھی بیان فرمایا کہ ''حق العبد بے معافیِ عبد، معاف نہیں ہوتا''۔ لیکن ساتھ ہی پانچ ایسے افراد کا ذکر بھی فرمایا کہ اگر ان پانچ افراد سے حقوق العباد کی ادائیگی میں تقصیرات ہوجائیں تو بھی اللہ عزوجل ان حقوق کی ادائیگی اپنے ذمۂ کرم پر لے کر صاحبِ حق کو راضی فرمائے گا۔

اسی طرح لوگوں کے حقوق پامال کرنیوالوں کے متعلق احادیث میں جو وعیدیں وارد ہوئیں ہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کا بھی ذکر اپنے اس ''**رسالہ**'' میں فرمایا جن کے مطالعہ سے ایک طرف تو اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ حقوق کا ادا نہ کرنا کس قدر خسارے کا باعث ہوسکتا ہے تو دوسری طرف حقوق کی ادائیگی کا جذبہ بھی بیدار ہوتا ہے یقیناً اس لاجواب ''رسالہ'' کو پڑھنے کی برکت سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے اور خاص کر بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا ذہن بنے گا ان شاء اللہ عزوجل۔ لہٰذا خود بھی اس ''**رسالہ**'' کا مطالعہ فرمائیں اور اِصلاحِ امت کی خاطر دوسروں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔

اس ''رسالہ'' پر تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کی مجلس ''**المدینة العلمیة**'' کے مَدَنی علماء نے بڑی جانفشانی سے کام کیا جس کا اندازہ ذیل میں دی گئی کام کی تفصیل سے لگایا جاسکتا ہے:

۱۔ آیات واحادیث اور دیگر عبارات کے حوالہ جات کی مقدور بھر تخریج کی گئی ہے۔

۲۔ مشکل الفاظ کے معانی اور اُن کی تسہیل کا اہتمام کیا گیا ہے تا کہ عام قاری کو بھی یہ ''رسالہ'' پڑھنے میں دشواری محسوس نہ ہو۔

۳۔ آیاتِ قرآنیہ کو منقش بریکٹ ﴿ ﴾، متنِ احادیث کو ڈبل بریکٹ (( ))، کتابوں کے نام اور دیگر اہم عبارات کو Inverted commas '' '' سے ممتاز کیا گیا ہے۔

۴۔ نئی گفتگو نئی سطر میں درج کی گئی ہے تا کہ پڑھنے والوں کو باآسانی مسائل سمجھ آسکیں۔

۵۔ فہرست میں اہم نکات کو جدا جدا لکھ کر پورے رسالہ کا اجمالی خاکہ پیش کر دیا گیا ہے۔

۶۔ آخر میں مآخذ ومراجع کی فہرست، مصنفین ومؤلفین کے نام بمع مطابع کے ذکر کر دی گئی ہے۔

اس ''رسالہ'' کے پیش کرنے میں آپ کو جو خوبیاں دکھائی دیں وہ اللہ عزوجل کی عطا، اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی نظر کرم، علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے فیض سے ہیں اور جو خامیاں نظر آئیں ان میں یقیناً ہماری کوتاہی ہے۔

قارئین خصوصاً علمائے کرام دامت فیوضہم سے گزارش ہے کہ اس ''رسالہ'' کے معیار کو مزید بہتر بنانے میں ہمیں اپنی قیمتی آراء سے تحریری طور پر مطلع فرمائیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ''رسالہ'' کو عوام وخواص کے لیے نفع بخش بنائے!

آمین بجاہ النبی الامین صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم!

شعبۂ کتبِ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ الرحمٰن (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ

أَعْجَبُ الإِمْدَاد

فِي

مُکَفِّرَاتِ حُقُوقِ العِبَاد

۱۳۱۰ھ

(بندوں کے حقوق کا کفارہ ادا کرنے والے امور کے بارے میں انتہائی حیران کن امداد)

مسئلہ: حق العباد بھی کسی طرح معاف ہوسکتا ہے بغیر اس کے معاف کے، جس کا حق ہے صاف اِرقام (تحریر) فرمایئے، اور حق العباد کس قدر ہیں؟

بَیِّنُوْا تُوْجَرُوْا (بیان فرمایئے، اجر پایئے)۔

الجواب

حق العبد ہر وہ مطالبۂ مالی ہے کہ شرعاً اس کے ذمہ کسی کے لئے ثابت ہو اور ہر وہ نقصان وآزار (تکلیف) جو بے اجازتِ شرعیہ کسی قول، فعل، تَرک (بھول چُوک) سے کسی کے دِین، آبرو، جان، جسم، مال یا صرف قلب کو پہنچایا جائے۔ تو یہ دو قسمیں ہوئیں، اول کو دُیُون[1]، ....

---

(1) دُیون دَین کی جمع ہے۔

دَین کی تعریف: ایسی چیز جو کسی کے ذمہ کسی عقد یا فعل کے سبب لازم ہو جائے ''دَین'' ہے۔ مثلا: ادھار خرید وفروخت کی وجہ سے جو چیز ذمہ پر لازم ہو، اسے ''دَین'' کہتے ہیں، ایسے ہی کسی کی چیز کو ہلاک کرنے پر جو ضمان (تاوان) لازم آتا ہے، اسے بھی ''دَین'' کہتے ہیں، اور اسی طرح کسی سے روپے پیسے قرض لینے کی صورت میں جو چیز ذمہ پر واپس دینا لازم آئے، اسے بھی ''دَین'' کہتے ہیں۔ (''القاموس الفقهي''، ص۱۳۳).

ثانی کو مَظالِم (1)، اور دونوں کو تَبِعات (2) اور کبھی دُیُون بھی کہتے ہیں۔

ان دونوں قسم میں نسبت عُمُوم خُصُوص مِنْ وَجْہٍ ہے یعنی کہیں تو دَین پایا جاتا ہے مَظلِمہ (ظلم) نہیں، جیسے خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اُجرت، عورت کا مہر وغیرہا دُیُون کہ عقودِ جائزہ شرعیّہ (جائز شرعی قول وقرار) سے اس کے ذمہ لازم ہوئے اور اس نے اُن کی ادا میں کمی وتاخیرِ ناروا نہ برتی (بے جا تاخیر نہ کی) یہ حق العبد تو اس کی گردن پر ہے مگر کوئی ظُلم نہیں۔ اور کہیں مظلمہ پایا جاتا ہے دَین نہیں جیسے کسی کو مارا، گالی دی، بُرا کہا، غیبت کی کہ اس کی خبر اسے پہنچی، یہ سب حُقوق العبد وظُلم ہیں مگر کوئی دَین واجبُ الادا نہیں، (ان صورتوں میں تکلیف تو پہنچائی لیکن اس پر مال دینا لازم نہیں ہوا) اور کہیں دَین اور مظلمہ دونوں ہوتے ہیں جیسے کسی کا مال چرایا، چھینا، لوٹا، رشوت، سود، جُوئے میں لیا، یہ سب دُیُون بھی ہیں اور ظلم بھی (3)۔

---

(1) مظالِم مَظْلِمَۃٌ کی جمع ہے جس کے معنی ظلم وستم وناانصافی کے ہیں۔

(2) تَبِعات تَبِعَۃٌ کی جمع ہے جس کا معنی تاوان یا ڈنڈ ہے۔

(3) **مذکورہ بالا منطقی طرز پر مبنی تفصیل کو عام فہم زبان میں یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ**

حقوق العباد کی دو قسمیں ہیں:

(۱) دُیُون (مطالبۂ مالی)۔

(۲) مَظالِم (ظلم وستم، یعنی: اجازتِ شرعی کے بغیر کسی کو اپنے کسی قول، فعل یا کسی نامناسب حرکت کے ذریعے تکلیف پہنچانا)۔

انسان جن دو طرح کے حقوق میں گرفتار ہوجاتا ہے کبھی ان کا تعلق صرف دُیُون سے ہوتا ہے اور کبھی صرف مظالم سے، اور کبھی کبھار وہ اپنے قول وفعل سے اس طرح کی حرکت کر بیٹھتا ہے کہ حقوق العباد کی دونوں ہی قسمیں پامال ہوجاتی ہیں۔ =

= مذکورہ بالا سطور میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حقوق العباد کی تقسیم دُیُون اور مَظالم کی صورت میں ارشاد فرمائی اور پھر مزید ارشاد فرمایا کہ ان دونوں کے مابین عُمُوم خُصُوص مِنْ وَجْہٍ کی نسبت ہے جو کہ ''علمِ منطق'' کی ایک اصطلاح ہے۔ اس اصطلاح کی تعریف اور تفصیل جاننے سے پہلے چند ایک ضروری اصطلاحات ملاحظہ فرمالیں:

مفہوم: کسی بھی چیز کا وہ تصور جو ذہن میں حاصل ہو وہ اس چیز کا مفہوم کہلاتا ہے۔

مفہوم کی دو قسمیں ہیں: (۱) کلی (۲) جزئی

کلی: جو تصور ذہن میں حاصل ہو اس کا اطلاق اگر کثیر افراد پر ہو تو اسے ''کلی'' کہتے ہیں، جیسے: انسان کہ اسکا اطلاق ہر فردِ انسانی پر ہوتا ہے۔

جزئی: جو تصور ذہن میں حاصل ہو اس کا اطلاق اگر کثیر افراد پر نہ ہو بلکہ کسی معین شخص یا بعض معین اشخاص پر ہو تو اسے ''جزئی'' کہتے ہیں۔ جیسے: زید اور مرد کہ ''زید'' کا اطلاق ایک معین شخص جبکہ ''مرد'' کا اطلاق چند معین اشخاص (جو مرد ہیں اُن) پر ہوتا ہے۔

نسبت عموم خصوص من وجہ کی تعریف:

چنانچہ نسبت عموم خصوص من وجہ سے مراد وہ نسبت ہے کہ اس نسبت کی وجہ سے دونوں کلیوں (جن دو کلیوں میں یہ پائی جارہی ہے) کے بعض افراد دوسری کلی کے بعض پر صادق آئیں لیکن دونوں کلیوں میں سے کسی بھی کلی کے تمام افراد دوسری کلی کے تمام پر صادق نہ آتے ہوں۔ مثلاً دَین اور مظلمہ کو ہی لے لیجیے کہ یہ دونوں باعتبارِ مفہوم کلی ہیں کہ ہر ایک کے باعتبارِ مفہوم کثیر افراد ہیں۔

مثلاً: دَین ایک کلی ہے جسکے افراد: خریدی چیز کی قیمت، مزدور کی اجرت، عورت کا مہر وغیرہا ہیں۔

اور مظلمہ بھی ایک کلی ہے جسکے افراد: مارنا، گالی دینا، بُرا کہنا وغیرہا ہیں۔ =

= چونکہ ان دونوں (یعنی دیون اور مظالم) کے درمیان نسبت عموم خصوص من وجہ کی ہے اور ایسی دو کلیاں جن میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو ان میں تین مادّے ہوتے ہیں ایک اجتماع کا اور باقی دو مادّے افتراق کے۔

چنانچہ ایسی دو کلیوں (جن میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو) کے بعض افراد مادۂ اجتماع کی وجہ سے ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں، بصورت مثال اس کو یوں سمجھیں:

علم منطق کی روشنی میں مادۂ اجتماع کی تعبیر بصورتِ مثال:

بعض دیون مظلمہ ہوتے ہیں جیسے "کسی کا مال چرانا"۔

مذکورہ بالا مثال میں دونوں کلیوں یعنی مظلمہ اور دَین کے بعض افراد بعض کے ساتھ جمع ہو گئے کہ ایک طرف تو مال چُرا کر اپنے ذمہ پر اس مال کی ادائیگی لازم کر لی جو سراسر مطالبۂ مالی ہے اور دَین کے افراد میں سے ہے اور پھر اپنے اس عمل سے اس دوسرے شخص کو تکلیف پہنچائی جو کہ مظلمہ ہے۔

نوٹ: مذکورہ مثال میں دیون کو لفظِ بعض کے ساتھ ذکر کیا (یعنی بعض دیون مظلمہ ہوتے ہیں) نہ کہ تمام یا اکثر کے لفظ کے ساتھ (یعنی تمام یا اکثر دیون مظلمہ ہوتے ہیں) کیونکہ ایسی دو کلیاں جن میں عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہو، ان میں کسی بھی جانب سے ایک کلی کے تمام افراد دوسری کلی کے تمام افراد پر صادق نہیں آسکتے۔

علمِ منطق کی روشنی میں مادۂ افتراق کی تعبیر بصورتِ مثال:

(۱) **بعض دَین مظلمہ نہیں ہوتے:** مثلاً کسی سے جائز شرعی اصول وقوانین کے مطابق کوئی چیز خرید کر اپنے اوپر اس چیز کی قیمت لازم کر لینا۔ کہ اب اس خریدنے والے پر دوسرے شخص کا مال بطور دَین تو ہے لیکن کوئی ظلم وزیادتی نہیں۔ =

قسمِ اول میں تمام صُوَرِ عُقُوْد ومطالبۂ مالیہ داخل [1]، دوسری میں قول وفعل وترک کو دِین، آبرو، جان، جسم، مال، قلب میں ضرب دینے سے اٹھارہ انواع حاصل، ہر نوع صدہا صورتوں کو شامل، تو کیونکر گِنا سکتے ہیں کہ حقوق العباد کس قدر ہیں [2]، ہاں! اُن کا ضابطۂ کلیہ بتادیا گیا ہے کہ ان دو قسموں (دَین اور ظُلم میں) سے جو اَمر جہاں پایا جائے اُسے حقُّ العبد جانے، پھر حق کسی قسم کا ہو جب تک صاحبِ حق مُعاف نہ کرے مُعاف نہیں ہوتا۔ حقوق اللہ میں تو ظاہر کہ اس کے سوا دوسرا معاف کرنے والا کون؟!

﴿وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ [3] کون گناہ بخشے اللہ کے سوا۔

الحمدللہ کہ معافی کریم غنی قدیر رؤف رحیم کے ہاتھ ہے۔

= (۲) **بعض مظلمہ دَین نہیں ہوتے:** مثلاً: ''کسی کو گالی دینا'' کہ اس طرح گالی دینے سے اگرچہ گالی دینے والے کے ذمہ پر کوئی مطالبۂ مالی تو لازم نہیں آیا لیکن دوسرے مسلمان کو اس کے اِس فعل سے تکلیف ضرور پہنچی جو کہ مظلمہ ضرور ہے اگرچہ دَین نہیں۔

(1) ہر وہ صورت جس میں مال دینا لازم ہو خواہ وہ خرید وفروخت ومعاملات کی وجہ سے ہو یا غصب، چوری، رشوت، سود کی وجہ سے ہو یہ سب قسمِ اول یعنی دَین میں داخل ہیں۔

(2) کسی کے دِین، عزت، جان، جسم، مال اور دل کو کسی بات یا فعل سے جان بوجھ کر یا انجانے میں تکلیف پہنچانے سے حقوق العباد کی کل اٹھارہ قسمیں بن جاتی ہیں جو کہ دوسری قسم یعنی ظلم کے زمرے میں آتی ہیں پھر اسی طرح ہر ایک کو دوسرے سے ضرب دینے سے حقوق العباد کی سیکڑوں صورتیں بن جاتی ہیں جن کو شمار بھی نہیں کیا جاسکتا ہے۔

(3) پ ٤، آل عمران: ١٣٥.

والکریم لا یأتي منه إلاّ الکرم. (کریم کرم ہی فرماتا ہے)۔

اور حقوق العباد میں بھی مَلِکِ دَیّان (جزا وسزا دینے والے بادشاہ) عزّ جلالہٗ نے اپنے دارُ العَدل کا یہی ضابطہ (قانون) رکھا ہے کہ جب تک وہ بندہ معاف نہ کرے معاف نہ ہوگا اگرچہ مولیٰ تعالیٰ ہمارا اور ہمارے جان ومال وحقوق سب کا مالک ہے اگر وہ بے ہماری مرضی کے ہمارے حقوق جسے چاہے معاف فرمادے تو بھی عین حق وعدل ہے کہ ہم بھی اسی کے اور ہمارے حق بھی اسی کے مقرر فرمائے ہوئے، اگر وہ ہمارے خون ومال وعزت وغیرہا کو معصوم ومحترم نہ کرتا تو ہمیں کوئی کیسا ہی آزار (تکلیف) پہنچاتا نام کو بھی ہمارے حق میں گرفتار نہ ہوتا۔ یوہیں اب اس حُرمت وعِصمَت کے بعد بھی جسے چاہے ہمارے حقوق چھوڑ دے ہمیں کیا مجالِ عذر ہے[1] مگر اس کریم رحیم جلّ وعلا کی رحمت کہ ہمارے حقوق کا اختیار ہمارے ہاتھ رکھا ہے بے ہمارے بخشے معاف ہو جانے کی شکل نہ رکھی کہ کوئی ستم رسیدہ (مظلوم) یہ نہ کہے کہ اے مالک میرے! میں اپنی داد کو نہ پہنچا (یعنی: مجھے انصاف نہیں ملا)۔

حدیث میں ہے حضور پُرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((الدواوین ثلاثۃ: فدیوان لا یغفر اللّٰه منه شیئاً، ودیوان لا یعبأ اللّٰه به یعنی دفتر تین ہیں، ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ بخشے گا اور ایک دفتر کی

---

(1) اگر اللہ تعالیٰ ہماری جان ومال، عزت وآبرو کو قابلِ احترام نہ کرتا تو کوئی کیسی ہی ہمیں تکلیف پہنچاتا ہمارے حق میں اس سے پوچھا بھی نہ جاتا۔ ہمیں یہ عزت وعظمت عطا کرنے کے باوجود بھی اگر ہمارے حقوق دوسروں کو معاف کردے تو یہ بھی اس کا عدل وانصاف ہے ہمیں اتنی جرأت کہاں کہ اس کے دربار میں شکوہ کریں۔

شيئاً، وديوان لا يترك اللّٰه منه شيئاً، فأمّا الديوان الذي لا يغفر اللّٰه منه شيئاً: فالإشراك باللّٰه عزّ وجَلّ، وأمّا الديوان الذي لا يعبأ اللّٰه به شيئاً: فظلم العبد نفسه فيما بينه وبين ربّه من صوم يوم تركه أو صلاة تركها، فإنّ اللّٰه تعالى يغفر ذلك ويتجاوز إن شاء، وأمّا الديوان الذي لا يترك اللّٰه منه شيئاً: فمظالم العباد بينهم القصاص لا محالة)).

رواه الإمام أحمد في "المسند" والحاكم في "المستدرك" عن أمّ المؤمنين الصدّيقة رضي اللّٰه تعالى عنها.(1)

اللہ تعالیٰ کو کچھ پروانہیں اور ایک دفتر میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا، وہ دفتر جس میں اصلاً معافی کی جگہ نہیں وہ تو کفر ہے کہ کسی طرح نہ بخشا جائیگا اور وہ دفتر جس کی اللہ عزوجل کو کچھ پروانہیں وہ بندے کا گناہ ہے خالص اپنے اور اپنے رب کے معاملہ میں کہ کسی دن کا روزہ ترک کیا یا کوئی نماز چھوڑ دی اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے معاف کر دے اور درگزر فرمائے اور وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کچھ نہ چھوڑے گا وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم ہے کہ اس میں ضرور بدلہ ہونا ہے۔

(امام احمد نے ''مسند'' میں اور حاکم نے ''مستدرک'' میں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی روایت فرمائی۔ت)

(1) "المستدرك"، كتاب الأهوال، باب الدواوين ثلاثة، الحديث: ٨٧٥٧، ج٥، ص٥٩٤-٥٩٥. و"المسند" لأحمد بن حنبل، مسند السيدة عائشة، الحديث: ٢٦٠٩٠، ج١٠، ص٨٢.

یہاں تک کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((لتُؤدُّنَّ الحقوقَ إلى أهلها يوم القيامة، حتى يُقاد للشاة الجَلْحَاء من الشاة القرناء تَنطِحُها)).

رواه الأئمة أحمد في "المسند"(1) ومسلم في "صحيحه" والبخاري في "الأدب المفرد"، والترمذي في "الجامع" عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه.

بیشک روز قیامت تمہیں اہل حقوق کو ان کے حق ادا کرنے ہوں گے یہاں تک کہ مُنڈی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے لیا جائے گا کہ اسے سینگ مارے۔

(ائمہ کرام نے اس کو روایت کیا مثلاً امام احمد نے ''مسند'' میں، امام مسلم نے ''صحیح مسلم'' میں، امام بخاری نے ''الادب المفرد'' میں، اور امام ترمذی نے ''جامع'' میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا۔ت)

ایک روایت میں فرمایا:

((حتى الذرة من الذرة)). رواه الإمام أحمد بسند صحيح.(2)

یہاں تک کہ چیونٹی سے چیونٹی کا عوض لیا جائیگا۔(اسے امام احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ت)

پھر وہاں روپے اشرفیاں تو ہیں نہیں کہ معاوضۂ حق (حق کے بدلے) میں دی جائیں۔ طریقۂ اَدا یہ ہوگا کہ اِس کی نیکیاں صاحبِ حق کو دی جائیں گی اگر ادا ہو گیا غنیمت، ورنہ اُس کے گناہ اس پر رکھے جائیں گے یہاں تک کہ ترازوئے عدل میں

---

(1) "المسند" لأحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٠٠٢، ج٣، ص١٦٣.

(2) "المسند" لأحمد بن حنبل، مسند أبي هريرة، الحديث: ٨٧٦٤، ج٣، ص٢٨٩.

وزن پورا ہو۔ احادیثِ کثیرہ اس مضمون میں وارد، ازاں جملہ (ان میں سے) حدیث ''صحیح مسلم'' وغیرہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے:

أنّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال: ((أتدرون من المفلس؟)) قالوا: المفلس فينا من لا درهمَ له ولا متاع فقال: ((إنّ المفلس من أمّتي، مَن يأتي يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة، ويأتي قد شتم هذا، وقذف هذا، وأكل مال هذا، وسفك دم هذا، وضرب هذا، فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته، فإن فَنِيَتْ حسناتُهُ قبل أن يقضى ما عليه، أُخذَ من خطاياهم فطُرِحت عليه، ثُمّ طُرِح في النار)).(1)

یعنی: حضور اقدس سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جانتے ہو مفلس کون ہے؟ صحابہ نے عرض کی: ہمارے یہاں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس زَر و مال نہ ہو۔ فرمایا: میری اُمّت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ لے کر آئے اور یوں آئے کہ اِسے (یعنی کسی دوسرے شخص کو) گالی دی، اِسے زنا کی تہمت لگائی، اس کا مال کھایا اس کا خون گرایا، اسے مارا تو اس کی نیکیاں اسے (صاحبِ حق کو) دی گئیں پھر اگر نیکیاں ہو چکیں اور حق باقی ہیں تو اُن (حق والوں) کے گناہ لے کر اس پر ڈالے گئے پھر جہنّم میں پھینک دیا گیا۔

والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔

---

(1) "صحيح مسلم"، كتاب البر والصلة وآداب، الحديث: ٢٥٨١، ص ١٣٩٤.

و"شعب الإيمان"، باب في حشر الناس ... إلخ، فصل في القصاص، الحديث: ٣٤٤، ج١، ص٣٠٣.

غرض حقوق العباد بے اُن کی معافی کے معاف نہ ہوں گے (جب تک بندے اپنے حقوق معاف نہیں کریں گے اس وقت تک حق تلفی کرنے والے کو معافی نہیں ملے گی) ولہذا مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الغيبة أشدّ من الزنا)) . غیبت زنا سے سخت تر ہے۔

کسی نے عرض کی: یہ کیونکر؟ فرمایا:

((الرجل يزني ثم يتوب، فيتوب اللّٰه عليه، وإنّ صاحب الغيبة لا يغفر له حتى يغفر له صاحبه)). زانی توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے اور غیبت والے کی مغفرت نہ ہوگی جب تک وہ نہ بخشے جس کی غیبت کی ہے۔

رواه ابن أبي الدنيا في "ذم الغيبة" والطبراني في "الأوسط" (1) عن جابر بن عبد اللّٰه وأبي سعيد الخدري، والبيهقي عنهما وعن أنس رضي الله تعالى عنهم. (ابن ابی الدنیا نے ''ذم الغیبۃ'' میں اور امام طبرانی نے ''الاوسط'' میں حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوسعید خدری سے اور امام بیہقی نے ان دونوں کے علاوہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اس کی روایت فرمائی۔ت)

پھر یہاں معاف کرالینا سہل (آسان) ہے قیامت کے دن اس کی اُمید مشکل کہ وہاں ہر شخص اپنے اپنے حال میں گرفتار، نیکیوں کا طلبگار، برائیوں سے بیزار ہوگا۔ پَرائی نیکیاں اپنے ہاتھ آتے اپنی بُرائیاں اس (دوسرے) کے سَر جاتے کسے بُری معلوم ہوتی ہیں! یہاں تک کہ حدیث میں آیا ہے کہ ماں باپ کا بیٹے پر کچھ دَین آتا ہوگا اسے

---

(1) "المعجم الأوسط"، من اسمه محمد، الحديث: ٦٥٩٠، ج٥، ص٦٣.

روزِ قیامت لپٹیں گے کہ ہمارا دَین دے وہ کہے گا میں تمہارا بچہ ہوں، یعنی شاید رحم کریں، وہ تمنا کرینگے کاش اور زیادہ ہوتا!۔

الطبراني (1) عن ابن مسعود رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: ((إنّه يكون للوالدين على ولدهما دين فإذا كان يوم القيامة يتعلقان به، فيقول: أنا ولدكما، فيَوَدَّانِ أو يَتَمَنَّيَانِ لو كان أكثرَ من ذلك)).

''طبرانی'' میں ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ والدین کا بیٹے پر دَین ہوگا قیامت کے روز والدین بیٹے پر لپٹیں گے تو بیٹا کہے گا میں تمہارا بیٹا ہوں تو والدین کو حق دلایا جائے گا اور تمنا کریں گے کاش! ہمارا حق اور زائد ہوتا۔ (ت)

جب ماں باپ کا یہ حال تو اوروں سے امید خام خیال (بیکار)، ہاں! کریم ورحیم مالک ومولیٰ جل جلالہٗ وتبارَک وتعالیٰ جس پر رحم فرمانا چاہے گا تو یوں کرے گا کہ حق والے کو بے بہا قُصورِ جنت (جنت کے انمول محلّات) معاوضہ میں عطا فرما کر عَفوِ حق (حق معاف کرنے) پر راضی کر دے گا ایک کرشمۂ کرم میں دونوں کا بھلا ہوگا نہ اس کی حسنات (نیکیاں) اُسے دی گئیں نہ اُس کی سیئات (برائیاں) اِس کے سر رکھی گئیں نہ اُس کا حق ضائع ہونے پایا بلکہ حق سے ہزاروں درجے بہتر افضل پایا رحمتِ حق کی بندہ نوازی ظالم ناجی، مظلوم راضی۔ (2)

(1) ''المعجم الكبير''، الحديث: ١٠٥٢٦، ج١٠، ص٢١٩.

(2) یعنی: اگر اللہ تبارک وتعالیٰ چاہے گا تو ایسا کرم ہوگا کہ ظالم نجات پائے گا اور مظلوم بھی راضی ہو جائے گا۔

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ حَمْداً كَثِيراً طَيِّباً مُبَارَكاً فِيهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضى.

پس اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے ایسی حمد وثنا جو بہت زیادہ پاکیزہ اور بابرکت ہے جیسا کہ ہمارے رب کی پسند اور رضا ہے۔(ت)

حدیث میں ہے:

بينا رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم جالس إذ رأيناه ضحك حتى بدت ثناياه، فقال له عمر: ما أضحكك يا رسول اللّٰه بأبي أنت وأمّي؟

یعنی: ایک دن حضور پرنور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما تھے ناگاہ (اچانک) خندہ فرمایا (مسکرائے) کہ اگلے دندانِ مبارک ظاہر ہوئے، امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان! کس بات پر حضور کو ہنسی آئی؟

ارشاد فرمایا:

((رجلان من أمتي جَثَيا بين يَدَي ربِّ العِزَّةِ فقال أحدهما: يا رَبِّ خُذْ لي مَظْلِمَتِيْ من أخي، فقال اللّٰه تَعَالى للطّالب: كيف تصنعُ بأَخيكَ ولم يبق من حسناته شيء قال: يا ربّ فيحمل من أوزاري، وفاضت عَيْنَا رسول اللّٰه

دو مرد میری امت سے رب العزت جل جلالہ کے حضور زانوؤں پر کھڑے ہوئے، ایک نے عرض کی! اے رب میرے! میرے اس بھائی نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے اس کا عوض میرے لئے لے۔ رب تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اپنے بھائی کے ساتھ کیا کریگا اس کی نیکیاں

صلى الله تعالى عليه وسلم بالبكاء، ثم قال: إنّ ذاك اليوم عظيم يحتاج الناس أن يُحمَلَ عنهم من أوزارِهِم، فقال اللّٰه للطّالب: ارفع بَصَركَ فانظر، فرفع فقال: يا ربِّ أرَى مدائنَ من ذهبٍ وقصوراً من ذهبٍ مُكَلَّلَةً باللُّؤلُؤ لِأيّ نبيّ هذا أو لِأيّ صديق هذا أو لأيّ شهيد هذا؟ قال: لِمَنْ أعطى الثَّمَن، قال:يا ربِّ ومن يملك ذلك؟ قال: أنت تملكه، قال: بماذا؟ قال: بعفوك عن أخيك، قال: يا ربِّ فإنّي قد عفوتُ عنه، قال اللّٰه تعالى: فخُذْ بيدِ أخيكَ فأدْخِلْهُ الجنَّة .فقال رسول اللّٰه صلى الله تعالى عليه وسلم عند ذلك: ((اتقوا الله وأصلِحُوا ذات بينكم فإنّ اللّٰه يُصلِح بين المسلمين يوم القيامة)).

تو سب ہو چکیں۔ مُدَّعی نے عرض کی: اے رب میرے! تو میرے گناہ وہ اٹھالے۔ یہ فرما کر حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں گریہ سے بہہ نکلیں (یعنی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے)، پھر فرمایا: بیشک وہ دن بڑا سخت ہے لوگ اس کے محتاج ہوں گے کہ ان کے گناہوں کا کچھ بوجھ اور لوگ اٹھائیں۔ مولیٰ عزوجل نے مُدَّعی سے فرمایا: نظر اٹھا کر دیکھ۔ اس نے نگاہ اٹھائی کہا: اے رب میرے! میں کچھ شہر دیکھتا ہوں سونے کے اور محل کے محل سونے کے سراپا موتیوں سے جڑے ہوئے یہ کس نبی کے ہیں، یا کس صدیق، یا کس شہید کے؟ مولیٰ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: اُس کے ہیں جو قیمت دے۔ کہا: اے رب میرے! بھلا ان کی قیمت کون دے سکتا ہے؟ فرمایا: تو۔ عرض کی: کیونکر؟

رواه الحاكم في "المستدرك"[1] والبيهقي في "كتاب البعث والنشور" وأبو يعلى في "مسنده" وسعيد بن منصور في "سننه" عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه.

فرمایا: یوں کہ اپنے بھائی کو معاف کردے۔ کہا: اے رب میرے! یہ بات ہے تو میں نے معاف کیا۔ مولیٰ جل مَجدُہ نے فرمایا: اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں لے جا۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بیان کرکے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنے آپس میں صُلح کرو کہ مولیٰ عزوجل قیامت کے دن مسلمانوں میں صلح کرائے گا۔

(حاکم نے ''مستدرک'' میں، امام بیہقی نے ''کتاب البعث والنشور'' میں، ابویعلی نے ''مسند'' اور سعید بن منصور نے اپنی ''سنن'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو روایت کیا ہے۔ت)

(1) "المستدرك"، كتاب الأهوال، باب إذا لم يبق ... إلخ، الحديث: ٨٧٥٨، ج٥، ص٧٩٥.

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالی علیہ وسلم:

((إذا التقى الخلائق يوم القيامة، نادى منادٍ: يا أهل الجمع، تتاركوا المظالم بينكم، وثوابكم عليَّ)). رواه الطبراني عن أنس أيضاً رضى الله تعالى عنه بسند حسن[1].

جب مخلوق روزِ قیامت بہم (ایک ساتھ) ہوگی ایک منادی رب العزت جل وعلا کی طرف سے ندا کرے گا: اے مجمع والو! آپس کے مظلموں کا تدارُک کرلو (یعنی ایک دوسرے کے حقوق معاف کردو) اور تمہارا ثواب میرے ذمہ ہے۔

(امام طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے بسندِ حسن اس کو روایت کیا ہے۔ت)

اور ایک حدیث میں ہے حضور والا صلوات اللہ تعالی وسلامہ علیہ نے فرمایا:

((إن الله يجمع الأوّلين والآخرين يوم القيامة في صعيد واحد، ثم يُنادي مناد من تحت العرش: يا أهل التوحيد! إنّ الله عزوجل قد عفا عنكم، فيقوم النّاسُ فيتعلق بعضهم ببعض في ظلامات، فينادي مُناد: يا أهل التوحيد! ليعف بعضكم عن بعض، وعليّ الثوابُ)).

یعنی بیشک اللہ عزوجل روزِ قیامت سب اگلوں پچھلوں کو ایک زمین میں جمع فرمائے گا پھر زیرِ عرش سے منادی ندا کرے گا: اے توحید والو! مولیٰ تعالیٰ نے تمہیں اپنے حقوق معاف فرمائے لوگ کھڑے ہوکر آپس کے (دنیاوی) مظلموں میں ایک دوسرے سے لپٹیں گے منادی پکارے گا: اے توحید والو!

(1) "المعجم الأوسط"، من اسمه محمد، الحديث: ٥١٤٤، ج٤، ص٤١.

رواہ أیضاً عن أُمِّ ھانئ رضی اللّٰہ تعالی عنھا[1].

ایک دوسرے کو معاف کردو اور ثواب دینا میرے ذمہ ہے۔

(اسے بھی طبرانی نے سیِّدہ اُمِّ ہانی رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔ت)

یہ دولتِ کُبریٰ ونعمتِ عظمٰی کہ أَکْرَمُ الْأَکْرَمِین جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ اپنے محض کرم وفضل سے اس ذلیل رُوسیاہ سراپا گناہ کو بھی عطا فرمائے[2]۔

ع کہ مستحق کرامت گنہگار انند

(گنہگار شرف وبزرگی عطا کیے جانے کے لائق ہیں۔ت)

اس وقت کی نظر میں اس کا جلیل وعدہ جمیل مژدہ صاف صریح بالتصریح یا کالتصریح تصریح پانچ فرقوں کے لئے وارد ہوا[3]:

اوّل: حاجی کہ پاک مال، پاک کمائی، پاک نیت سے حج کرے، اور اُس میں لڑائی جھگڑے اور عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع (صحبت کی باتیں) اور ہر قسم کے گناہ ونافرمانی سے بچے، اس وقت تک جتنے گناہ کئے تھے بشرطِ قبول (اگر حج قبول ہوگیا) سب معاف ہوجاتے ہیں، پھر اگر حج کے بعد فوراً مر گیا اتنی مہلت نہ ملی کہ جو حقوق اللہ عزوجل

---

(1) "المعجم الأوسط"، من اسمه محمد، الحدیث: ١٣٣٦، ج١، ص٣٦٦-٣٦٧.

(2) یہ عظیم نعمت اور انمول دولت جو بھی حدیث پاک میں گزری اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ خطا کار گنہگار کو بھی عطا فرمائے۔

(3) اس وقت میری نظر میں پانچ طرح کے لوگ ہیں جن کے لیے حقوق العباد کے معاف ہوجانے کا عظیم وعدہ اور زبردست خوشخبری وضاحت کے ساتھ حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

یا بندوں کے اس کے ذمہ تھے انھیں ادا یا ادا کی فکر کرتا تو اُمید واثق (قوی امید) ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے تمام حقوق سے مطلقاً درگزر فرمائے یعنی نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہا فرائض کہ بجا نہ لایا تھا ان کے مطالبہ پر بھی قلمِ عفوِ الٰہی پھر جائے (یعنی اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمادے) اور حقوق العباد و دُیون ومظالم مثلاً کسی کا قرض آتا ہو، مال چھینا ہو، بُرا کہا ہو ان سب کو مولیٰ تعالیٰ اپنے ذمۂ کرم پر لے لے، اَصحابِ حُقُوق (حق والوں) کو روزِ قیامت راضی فرما کر مطالبہ وخُصُومَت (حق کی ادائیگی کے تقاضے اور جھگڑے) سے نجات بخشے، یوہیں اگر بعد کو زندہ رہا اور بقدرِ قدرت تَدَارُکِ حقوق ادا کرلیا (اپنی طاقت کے مطابق حقوق ادا کردیئے) یعنی زکوٰۃ دے دی، نماز، روزہ کی قضا ادا کی جس کا جو مطالبہ آتا تھا دے دیا جسے آزار (دُکھ) پہنچا تھا معاف کرالیا جس مطالبہ کا لینے والا نہ رہا یا معلوم نہیں اُس کی طرف سے تصدُّق (صدقہ) کر دیا، بوجہِ قلت مُہلت (زندگی کے وفا نہ کرنے کی وجہ سے) جو حق، اللہ عزوجل یا بندہ کا ادا کرتے کرتے رہ گیا اُس کی نسبت اپنے مال میں وصیت کردی، غرض جہاں تک طُرُقِ براءت (حقوق کی ادئیگی کے طریقوں) پر قدرت ملی، تقصیر (کوتاہی) نہ کی تو اس کیلئے اُمید اور زیادہ قوی کہ اصل حقوق کی یہ تدبیر ہوگئی اور اثمِ مخالفت حج سے دُھل چکا تھا۔[1] ہاں! اگر بعدِ حج باوصفِ قدرت ان اُمُور میں قاصر رہا[2] تو یہ سب گناہ اَزسرِنو (دوبارہ) اُس کے سَر ہوں گے کہ حقوق تو خود باقی ہی تھے ان کی ادا میں پھر تاخیر و تقصیر، گناہ تازہ ہوئے اور وہ حج ان کے اِزالہ کو کافی نہ ہوگا کہ حج گزرے

---

(1) یعنی حقوق العباد کے متعلق قیامت میں سوالات سے بچنے کی یہ صورت ہوگئی نیز حج سے پہلے کے حقوق کی ادائیگی میں جو تقصیر کی تھی اس کا گناہ حجِ مقبول سے مٹ گیا۔

(2) اگر حج ادا کرنے کے بعد حقوق العباد ادا کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود جان بوجھ کر کوتاہی کرتا رہا۔

گناہوں کو دھوتا ہے آئندہ کیلئے پروانۂ بیقیدی نہیں ہوتا (یعنی حج آئندہ کے گناہوں سے آزادی کا اجازت نامہ نہیں ہوتا) بلکہ حجِ مبرور (مقبول حج) کی نشانی ہی یہ ہے کہ پہلے سے اچھا ہوکر پلٹے۔

فإنّا للّٰہ و إنّا إلیہ راجعون ولا حَوْلَ ولا قُوَّةَ إلا باللّٰہ العليِّ العظیم. (بے شک ہم اللہ تعالٰی کیلئے ہیں اور یقیناً اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ تعالٰی بزرگ وبرتر کی توفیق کے بغیر کسی میں نہیں۔ت)

مسئلۂ حج میں بحمد اللہ تعالٰی یہ وہ قولِ فیصل (یہ وہ فیصلہ کن بات) ہے جسے فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے بعد تنقیحِ دلائل و مذاہب و اِحاطۂ اَطراف و جوانب اختیار کیا[1] جس سے اقوال ائمۂ کرام میں توفیق (موافقت) اور دلائل حدیث و کلام میں تطبیق (مطابقت پیدا) ہوتی ہے اس معرکۃ الآرا مبحث کی نفیس تحقیق بِعَوْنِہٖ تعالٰی فقیر غفر اللہ تعالٰی لہٗ نے بعد وُرُوْدُ اس سوال کے ایک تحریر جداگانہ میں لکھی[2]، یہاں اس قدر کافی ہے۔ وباللّٰہ التوفیق (اللہ تعالٰی ہی کے کرم سے توفیق حاصل ہوتی ہے۔ت)

احادیث: ابن ماجہ اپنی ''سنن'' میں کاملاً اور ابو داؤد مختصراً اور امام عبد اللہ ابن امام احمد ''زوائد مسند'' اور طبرانی ''معجم کبیر'' اور ابو یعلی ''مسند'' اور ابن حبان

---

(1) جسے میں نے علماء کرام کے پیش کردہ تمام دلائل اور ان کے نقطۂ نظر کی تحقیق و تفتیش اور تمام پہلوؤں کا جائزہ لینے کے بعد اختیار کیا۔

(2) یعنی: اللہ تعالٰی کی مدد سے اس زبردست بحث کی نہایت عمدہ تحقیق اس سوال کے آنے کے بعد علیحدہ سے تحریر کی۔

''ضعفا''اور ابن عدی''کامل''اور بیہقی''سنن کبری''و''شعب الایمان''و''کتاب البعث والنشور''اور ضیاء مقدسی بافادۂ تصحیح''مختارہ''میں حضرت عباس بن مِر داس اور امام عبداللہ بن مبارک بسند صحیح اور ابویعلی وابن منیع بوجہ آخر حضرت انس بن مالک اور ابونعیم''حلیۃ الاولیا''اور امام ابن جریر طبری''تفسیر''اور حسن بن سفیان''مسند''اور ابن حبان''ضعفا''میں حضرت عبداللہ بن عمر فاروق اعظم اور عبد الرزاق''مصنَّف''اور طبرانی''معجم کبیر''میں حضرت عبادہ بن صامت اور دار قطنی وابن حبان حضرت ابوہریرہ اور ابن مندہ''کتاب الصحابہ''اور خطیب''تلخیص المتشابہ''میں حضرت زید جد عبد الرحمٰن بن عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بطرق عدیدہ والفاظ کثیرہ ومعانی متقاربہ راوی (1):

وهذا حديث الإمام عبد الله بن المبارك عن سفيان الثوري عن الزبير بن عدي عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: وقف النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بعرفات وقد كادت الشمس أن تغرب فقال: ((يا بلال أنصت لي الناس)) فقام بلال فقال: أنصتوا لرسول الله صلّى

(یہ حدیث امام عبداللہ بن مبارک نے امام سفیان ثوری سے انہوں نے زبیر بن عدی سے اور انہوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے۔ت) یعنی حضور اقدس رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات میں وقوف فرمایا یہاں تک کہ آفتاب ڈوبنے پر آیا اُس وقت ارشاد ہوا: اے بلال! لوگوں کو میرے لئے خاموش

(1) یعنی: مذکورہ بالا تمام محدثینِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اپنی اپنی کتابوں میں ہم معنی مختلف الفاظ اور کئی سندوں کے ساتھ حدیث روایت کرتے ہیں۔

اللّٰه تعالى عليه وسلم فنصت الناس فقال: ((يا معاشر الناس أتاني جبريل آنفاً فأقرأني من ربّي السلام وقال: إنّ اللّٰه عزوجل غفر لأهل عرفات وأهل المشعر وضمن عنهم التبعات)) فقام عمر بن الخطاب رضي اللّٰه تعالى عنه فقال: يا رسول اللّٰه هذا لنا خاصة؟ قال: ((هذا لكم ولمن أتى من بعدكم إلى يوم القيامة)) فقال عمر بن الخطاب: كثر خير اللّٰه وطاب[1].

کر، بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر پکارا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیلئے خاموش ہو جاؤ، لوگ ساکت (خاموش) ہوئے، حضور پُر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے فرمایا: اے لوگو! ابھی جبریل نے حاضر ہوکر مجھے میرے رب کا سلام و پیام پہنچایا کہ اللہ عزوجل نے عرفات ومشعر الحرام والوں کی مغفرت فرمائی اور ان کے باہمی حقوق کا خود ضامن ہوگیا۔ امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہوکر عرض کی: یا رسول اللہ! کیا یہ دولت خاص ہمارے لئے ہے؟ فرمایا: تمہارے لئے اور جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں سب کے لئے، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: اللہ عزوجل کی خیر کثیر و پاکیزہ ہے، انتہی۔

والحمد للہ رب العالمین۔

(1) ”سنن ابن ماجه“، كتاب الحج، باب الدعاء بعرفة، الحديث: ٣٠١٣، ج ٣، ص٤٦٦-٤٦٧. و”شعب الإيمان“، الباب الثامن، فصل في القصاص من المظالم، الحديث: ٣٤٦، ج١، ص٣٠٤-٣٠٥.

دوم: شہیدِ بحر کہ خاص اللہ عزوجل کی رضا چاہنے اور اس کا بول بالا ہونے کیلئے سمندر میں جہاد کرے اور وہاں ڈوب کر شہید ہو، حدیثوں میں آیا کہ مولیٰ عزوجل خود اپنے دستِ قدرت سے اُس کی روح قبض کرتا اور اپنے تمام حقوق اُسے معاف فرماتا اور بندوں کے سب مطالبے جو اس پر تھے اپنے ذمۂ کرم پر لیتا ہے۔

احادیث: ابن ماجہ ''سنن'' اور طبرانی ''معجم کبیر'' میں حضرت ابوامامہ اور ابونعیم ''حِلیہ'' میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پُھپھی حضرت صفیہ بنت عبد المطلب اور شیرازی ''کتاب الالقاب'' میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے راوی:

واللفظ لأبي أمامة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: ((يغفر لشهيد البر الذنوب كلّها إلّا الدين، ويغفر لشهيد البحر الذنوب كلّها والدين))(1).

اللّٰهم ارزقنا بجاهه عندك صلى الله تعالى عليه وسلم وبارك آمين!

(حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ت) یعنی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو خشکی میں شہید ہو اُس کے سب گناہ بخشے جاتے ہیں مگر حقوق العباد اور جو دریا میں شہادت پائے اُس کے تمام گناہ و حقوق العباد سب معاف ہو جاتے ہیں۔ (اے اللہ! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس بلند پایہ رتبہ کے طفیل جو اُن کا تیری بارگاہ میں ہے ہمیں یہ دولت نصیب فرما۔ آمین ت)۔

(1) "سنن ابن ماجه"، كتاب الجهاد، باب فضل غزو البحر، الحديث: ٢٧٧٨، ج٣، ص٣٤٩، ملخصاً. و"المعجم الكبير"، ج٨، ص ١٧٠، الحديث: ٧٧١٦.

سوم: شہیدِ صبر یعنی وہ مسلمان سُنّی المذہب صحیح العقیدہ جسے ظالم نے گرفتار کر کے بحالتِ بیکسی و مجبوری قتل کیا، سولی دی، پھانسی دی کہ یہ بوجہ اَسیری قِتال ومُدَافعت پر قادر نہ تھا (یعنی: قیدی ہونے کی وجہ سے دشمن سے لڑنے اوراپنے دفاع کی طاقت نہیں رکھتا تھا) بخلاف شہیدِ جہاد کہ مارتا مرتا ہے۔ اس کی بے کسی و بیدست پائی زیادہ باعثِ رحمتِ الٰہی ہوتی ہے کہ حق اللہ وحق العبد کچھ نہیں رہتا۔[1] إن شاء الله تعالى.

احادیث: بزاراُم المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بسندِ صحیح راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((قتل الصبر لا يمرّ بذنب إلّا محاه)).[2] قتلِ صبر کسی گناہ پر نہیں گزرتا مگر یہ کہ اُسے مٹا دیتا ہے۔

نیز بزار ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((قتل الرجل صبراً كفارة لما قبله من الذنوب)).[3] آدمی کا بروجہِ صبر مارا جانا تمام گزشتہ گناہوں کا کفّارہ ہے۔

---

(1) یعنی: شہید صبر پر بے یار ومددگار، مجبور اور بے سہارا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی رحمت ومہربانی زیادہ ہوتی ہے چنانچہ اللہ عزوجل اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی میں کی گئی کوتاہیاں معاف ہوجاتی ہیں۔

(2) "مجمع الزوائد"، كتاب الحدود والديات، باب كفارات الذنوب بالقتل، الحديث: ١٠٦٠٢، ج٦، ص٤٠٨.

(3) المرجع السابق، الحديث: ١٠٦٠١.

قال المناوي في "التيسير": ظاهره وإن كان المقتول عاصياً ومات بلا توبة ففيه ردّ على الخوارج والمعتزلة اهـ.(1)

علامہ مناوی نے ''تیسیر'' میں فرمایا: اس کا ظاہر مفہوم یہ ہے کہ اگر چہ مقتول گنہگار ہو اور بغیر توبہ مر جائے پس اس میں خارجیوں اور معتزلہ کا ردّ ہے اھ۔

ورأيتني كتبتُ على هامشه ما نصّه: أقول: بل لا محمل له سواه فإنّه إن لم يكن عاصياً لم يمرّ القتل بذنب، وإن كان تاب فكذلك؛ فإنّ التائب من الذنب كمن لا ذنب له.

مجھے یاد ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر لکھا جس کی عبارت یہ ہے میں کہتا ہوں: بلکہ اس کے علاوہ اس کا اور کوئی محمل نہیں اس لئے کہ اگر مقتول گنہگار نہ ہوتو پھر قتل کا گناہ پر گزر نہ ہوگا اور اگر اس نے توبہ کر لی تو پھر بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے کہ جس کا کوئی گناہ ہی نہیں۔(ت)

احادیث مطلق ہیں اور مخصِّص مفقود وحَدِّثُ عَنِ الْبَحرِ وَلَا حَرَجَ(2) (سمندر کے جُو دوسخا کے بارے میں جو چاہو بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں) اور ہم نے سُنّی المذہب کی تخصیص (قید) اس لئے کی کہ حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

---

(1) "التيسير" شرح "الجامع الصغير"، حرف القاف، تحت الحديث: ٦٠٩٤، ج٤، ص٥١٥. و"فيض القدير"، حرف القاف، تحت الحديث: ٦٠٩٤، ج٤، ص٦٦٣.

(2) یعنی: احادیث مبارکہ میں شہید صبر کے بارے میں مطلقاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ قتلِ صبر تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے خواہ وہ حق اللہ ہوں یا حق العبد، اور اس میں کسی خاص گناہ کے معاف نہ ہونے کا ذکر بھی نہیں

((لو أنّ صاحب بدعة مكذّباً بالقدر قتل مظلوماً صابراً محتسباً بين الركن والمقام لم ينظر الله في شيء من أمره حتى يدخله جهنم)).

رواه أبو الفَرَج في "العلل" من طريق كثير بن سليم نا أنس بن مالك رضي اللّٰه تعالى عنه قال: قال رسول اللّٰه صلى الله تعالى عليه وسلم فذكره[1].

اگر کوئی بد مذہب، تقدیرِ ہر خیر وشر کا منکر، خاص حجر اسود ومقامِ ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے درمیان محض مظلوم وصابر مارا جائے اور وہ اپنے اس قتل میں ثوابِ اِلٰہی ملنے کی نیت بھی رکھے تاہم اللہ عزوجل اُس کی کسی بات پر نظر نہ فرمائے یہاں تک کہ اسے جہنّم میں داخل کرے، والعیاذ باللہ تعالٰی۔

(ابو الفرج نے ''العلل'' میں کثیر بن سلیم سے اور انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کی سند سے روایت کیا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا پھر پوری حدیث کو ذکر کیا۔ت)

ہے لہٰذا ہم نے جو یہ کہا ہے کہ شہید صبر کے بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد سب معاف ہوجاتے ہیں تو اس میں کوئی حرج کی بات نہیں، کیونکہ حدیث مبارکہ میں شہیدِ بحر کے متعلق بھی صراحتاً یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے تمام حقوق معاف ہوجاتے ہیں، خواہ وہ حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، حالانکہ شہیدِ صبر مجبور و بے کَس ہونے کی وجہ سے اللہ تعالٰی کی رحمت اور اس کے عفو وکرم کا شہیدِ بحر سے زیادہ مستحق ہوتا ہے تو شہیدِ صبر کے بدرجۂ اَولٰی تمام حقوق معاف ہونے چاہئیں۔

(1) "العلل المتناهية"، باب دخول المبتدع النار، الحديث: ٢١٥، ج١، ص١٤٧.

چہارم: مدیون (قرض دار) جس نے بحاجتِ شرعیہ (شرعی ضرورت کی وجہ سے) کسی نیک جائز کام کیلئے دَین (قرض) لیا اور اپنی چلتی ادا میں گئی نہ کی (استطاعت کے باوجود جان بوجھ کر ٹال مٹول نہ کی)، نہ کبھی تاخیرِ ناروا، روا رکھی (نہ کبھی بلاوجہ تاخیر کی) بلکہ ہمیشہ سچے دل سے اَدا پر آمادہ اور تاحدِ قدرت (حتی المقدور) اُس کی فکر کرتا رہا پھر بمجبوری ادا نہ ہوسکا اور موت آگئی تو مولیٰ عزوجل اُس کیلئے اس دَین سے درگزر فرمائے گا اور روزِ قیامت اپنے خزانۂ قدرت سے ادا فرما کر دائن (قرض دینے والے) کو راضی کر دے گا اس کے لئے یہ وعدہ خاص اسی دَین کے واسطے ہے نہ کہ تمام حقوق العباد کیلئے۔

احادیث: احمد و بخاری و ابن ماجہ حضرت ابو ہریرہ اور طبرانی ''معجم کبیر'' میں بسندِ صحیح حضرت میمون کردی اور حاکم ''مستدرک'' اور طبرانی ''کبیر'' میں حضرت ابوامامہ باہلی اور احمد و بزار و طبرانی و ابو نعیم بسندِ حسن حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق اور ابن ماجہ و بزار حضرت عبداللہ بن عمرو اور بیہقی مرسلاً قاسم مولائے حضرت امیر معاویہ (یعنی: حضرت امیر معاویہ کے آزاد کردہ غلام قاسم) رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی و اللفظ لمیمون رضي اللّٰہ تعالی عنہ (اور حضرت میمون کردی سے مروی حدیث کے الفاظ یہ ہیں):

قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ و سلّم: ((من أدان دَيناً ينوي قضاء ہ أدّاہ اللّٰہ عنہ یوم القیامۃ)).[1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جو کسی دَین کا معاملہ کرے کہ اُس کے ادا کی نیت رکھتا ہو اللہ عزوجل اُس کی طرف سے روزِ قیامت ادا فرمائے گا۔

---

(1) "المعجم الکبیر"، الحدیث: ١٠٤٩، ج٢٣، ص٤٣٢.

و"کنز العمال"، کتاب الدین والسلم، الحدیث: ١٥٤٢٣، ج٦، ص٩١.

حدیثِ ابواُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لفظ ''مستدرک'' میں یہ ہیں: حضورِ اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ فرماتے ہیں:

((من تداين بدين وفي نفسه وفاؤه، ثمّ مات تجاوز اللّٰه عنه وأرضى غريمه بما شاء)).[1]

جس نے کوئی معاملۂ دَین کیا اور دل میں ادا کی نیت رکھتا تھا پھر موت آگئی اللہ عزوجل اس سے درگزر فرمائے گا اور دائن کو جس طرح چاہے راضی کردے گا۔

نیک وجائز کی قید حدیثِ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ظاہر کہ اُس میں ضرورتِ جہاد وضرورتِ تجہیز وتکفینِ مسلمان وضرورتِ نکاح کو ذکر فرمایا بلکہ بخاری ''تاریخ'' اور ابن ماجہ ''سنن'' اور حاکم ''مستدرک'' میں راوی حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

((إنّ اللّٰه تعالى مع الدائن حتى يقضي دينه ما لم يكن دينه فيما يكره اللّٰه)).[2]

بیشک اللہ تعالیٰ قرضدار کے ساتھ ہے یہاں تک کہ اپنا قرض ادا کرے جب تک کہ اُس کا دَین اللہ تعالیٰ کے ناپسند کام میں نہ ہو۔

---

(1) ''المستدرك''، كتاب البيوع، باب من تداين بدين... إلخ، الحديث: ۲۲۵۳، ج۲، ص۳۱۹.

(2) ''المستدرك''، كتاب البيوع، باب من تداين بدين... إلخ، الحديث: ۲۲۵۲، ج۲، ص۳۱۹، ملخصاً.

بمجبوری رہ جانے کی قید حدیثِ ابن صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے ثابت کہ ربّ العزت جَلَّ وَعَلا روزِ قیامت مدیون (قرض دار) سے پوچھے گا: تو نے کاہے میں یہ دَین لیا اور لوگوں کا حق ضائع کیا؟ عرض کرے گا: اے رب میرے! تو جانتا ہے کہ میرے اپنے کھانے پینے پہننے ضائع کر دینے کے سبب وہ دَین نہ رہ گیا بلکہ

أتى على يَديّ إمّا حرق وإمّا سرق وإمّا وضيعة. — آگ لگ گئی یا چوری ہوگئی یا تجارت میں ٹوٹا پڑا، یوں رہ گیا۔

مولٰی عزوجل فرمائے گا:

صدق عبدي، فأنا أحقّ من قضى عنك.(1) — میرا بندہ سچ کہتا ہے سب سے زیادہ میں مستحق ہوں کہ تیری طرف سے ادا فرمادوں۔

پھر مولٰی سبحانہ وتعالٰی کوئی چیز منگا کر اُس کے پلّۂ میزان میں رکھ دے گا کہ نیکیاں بُرائیوں پر غالب آجائیں گی اور وہ بندہ رحمتِ الٰہی کے فضل سے داخلِ جنت ہوگا۔

پنجم: اولیائے کرام صوفیۂ صِدق اربابِ معرفت (اللہ عزوجل کی سچی معرفت رکھنے والے اللہ عزوجل کے نیک اور پرہیزگار بندے) قُدِّسَتْ أسرارُهم وَنَفَعَنَا اللّٰهُ ببَركاتِهم في الدنيا والآخرة (ان کی ذات پاک ہے، اللہ تعالٰی ہمیں دنیا اور آخرت میں ان کی برکتوں سے فائدہ پہنچائے۔ت) کہ بنصِّ قطعیِ قرآن (قرآن پاک کے قطعی حکم کے مطابق) روزِ قیامت ہر خوف وغم سے محفوظ وسلامت ہیں۔

(1) "المسند" لأحمد بن حنبل، حديث عبد الرحمن بن أبي بكر، الحديث: ١٧٠٨، ج١، ص ٤٢٠.

قَالَ تَعَالٰی: ﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴾[1] اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

تو اُن میں بعض سے اگر بتقاضائے بَشَرِیَّت (انسان ہونے کے ناطے) بعض حقوقِ اِلٰہیہ میں اپنے منصب ومقام کے لحاظ سے کہ "حَسَنَاتُ الأَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْن" [2] کوئی تقصیر واقع ہو (یعنی ان بزرگوں سے اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں اگر کچھ کمی واقع ہوجائے) تو مولیٰ عزوجل اسے وقوع (واقع ہونے) سے پہلے معاف فرما چکا کہ

قد أعطیتُکم من قبل أن تسألوني وقد أجبتُکم من قبل أن تدعوني وقد غفرتُ لکم من قبل أن تعصوني[3]. میں نے تمہیں عطا فرمادیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے کچھ مانگو، اور میں نے تمہاری درخواست قبول کرلی قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو، اور یقیناً تمہاری نافرمانی کرنے سے پہلے میں نے تمہیں معاف کردیا۔ (ت)

یوہیں اگر باہم کسی طرح کی شکر رنجی (معمولی سی رنجش) یا کسی بندہ کے حق میں کچھ کمی ہو جیسے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مُشاجرات (اختلافات) کہ

---

(1) پ ۱۱، یونس: ٦٢.

(2) یعنی: نیکوں کے جو نیک کام ہیں مقربوں کے حق میں گناہ ہیں وہاں ترکِ اَولیٰ کو بھی گناہ سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ ترکِ اَولیٰ ہرگز گناہ نہیں۔

(3) "التفسیر الکبیر"، سورة القصص، تحت الآیة: ٤٦، ج٨، ص ٦٠٣، بتغیر قلیل.

ستكون لأصحابي زلّة يغفرها الله تعالى لهم لسابقتهم معي[1]. عنقریب میرے ساتھیوں سے کچھ لغزشیں ہونگی جنہیں ان کی میرے ساتھ پیش قدمی (صحبت) کے باعث اللہ تعالیٰ معاف فرما دیگا۔(ت)

تو مولیٰ تعالیٰ وہ حقوق اپنے ذمۂ کرم پر لے کر اَربابِ حقوق کو حکمِ تجاوز (حق والوں کو حق معاف کرنے کا حکم) فرمائے گا اور باہَم صفائی کرا کر آمنے سامنے جنت کے عالیشان تختوں پر بٹھائے گا کہ

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ﴾[2]. ترجمۂ کنزالایمان: اورہم نے ان کے سینوں میں جو کچھ کینے تھے سب کھینچ لئے، آپس میں بھائی ہیں تختوں پر روبرو بیٹھے۔

اسی مبارک قوم کے سرور وسردار حضراتِ اہلِ بدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جنہیں اِرشاد ہوتا ہے:

اعملوا ما شئتم فقد غفرت لكم[3]. جو چاہو کرو کہ میں تمہیں بخش چکا۔

انہیں کے اَکابِر سادات سے حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کیلئے بارہا فرمایا گیا:

---

(1) "الجامع الصغير"، حرف التاء، الحديث: ٣٣٥٦ جزء١، ص ٢٠١.

(2) پ ١٤، الحجر: ٤٧.

(3) "صحيح البخاري"، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدرا، الحديث: ٣٩٨٣، ج٣، ص ١٣.

مـا علی عثمٰن ما عمل بعد هذه ما علی عثمٰن ما عمل بعد هذه[1].

آج سے عثمان کچھ کرے اُس پر مواخذہ نہیں، آج سے عثمان کچھ کرے اُس پر مواخذہ نہیں۔

فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ کہتا ہے حدیث:

((إذا أحبّ اللّٰه عبداً لم يضره ذنب)) رواه الديلمي في "مسند الفردوس" والإمام القُشيري في "رسالته" وابن النجار في "تأريخه" عن أنس بن مالك رضي اللّٰه تعالى عنه عن النبي صلى اللّٰه تعالى عليه وسلم[2].

جب اللہ تعالٰی کسی بندے کو دوست رکھے تو اسے کوئی گناہ نقصان نہیں دیتا۔ مُحدِّث دیلمی نے اسے ''مسند الفردوس'' میں، امام قشیری نے اپنے ''رسالہ'' میں اور ابن نجار نے اپنی ''تاریخ'' میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کے حوالہ سے اسے حضور علیہ الصلاۃ والسلام سے روایت کیا۔ (ت)

(مذکورہ بالا حدیث) کا عمدہ محمل (بہترین معنی) یہی ہے کہ محبوبانِ خدا، اول تو گناہ کرتے ہی نہیں:

ع إنّ المُحبّ لمن يحبّ مطيع

(بے شک محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا ہے اس کا فرمانبردار و مطیع ہوتا ہے۔ ت)

(1) "سنن الترمذي"، كتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان، الحديث: ٣٧٢٠، ج٥، ص ٣٩١، ملخصاً.

(2) "فردوس الأخبار"، ذكر الفصول من أدوات الألف واللام، الحديث: ٢٢٥١، ج١، ص٣٠٨. و"الدر المنثور"، البقرة، تحت الآية: ٢٢٢، ج١، ص٦٢٦.

وهذا ما اختاره سيّدنا الوالد رضي الله تعالى عنه.

اور اسی کو ہمارے والد گرامی (مولانا نقی علی خان) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختیار فرمایا۔

اور احیاناً (کبھی کبھار) کوئی تقصیر واقع ہو تو واعظ وزاجر اِلٰہی اُنہیں متنبہ کرتا اور توفیقِ اِنابت دیتا ہے۔[1]

پھر:

((التائب من الذنب كمن لا ذنب له))[2].

(گناہوں سے توبہ کرنے والا اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ت)

اس حدیث کا ٹکڑا ہے۔

وهـذا مـا مشى عليه المناوي في "التيسير".

(یہ وہی ہے جس پر علامہ مناوی نے ''تیسیر'' میں رَوِش اختیار فرمائی۔ت)

اور بالفرض اِرادۂ اِلٰہیہ دوسرے طور پر تجلّیِ شانِ عَفو ومغفرت واِظہارِ مکانِ قبول ومحبوبیت پر نافذ ہوا تو عفو مطلق واِرضائے اہلِ حق سامنے موجود، ضَرَرِ ذَنب بحمد اللہ ہر طرح مَفقُود[3]۔

---

(1) اور اگر کبھی کبھار ان نیک بندوں سے حقوق کی ادائیگی میں کچھ کمی واقع ہو بھی جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں رجوع کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

(2) "سنن ابن ماجه"، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، الحديث: ٤٢٥٠، ج٤، ص٤٩١.

(3) ایک صورت تو یہ ہے کہ اللہ رب العزت حقوق کی ادائیگی اپنے ذمۂ کرم پر لے کر صاحبِ حق کو راضی فرمائے گا جبکہ ایک صورت اور بھی ہے کہ اگر اللہ رب العزت کا ارادہ بندوں پر عفو وکرم اور بخشش ومغفرت کے اعتبار سے جوش پر ہوا تو پھر بندے بغیر کسی حساب وکتاب اور باز پرس کے بخش دیئے جائیں گے اور

والحمد للّٰه الكريم الودود، وهذا ما زدتُه بفضل المحمود. (سب تعریف اس خدا کیلئے جو بزرگ وبرتر معزز اور بندوں کو دوست رکھنے والا اور ان کا محبوب ہے۔ یہ وہ ہے جس کا میں نے اللہ تعالیٰ ستودہ صفات (اچھے اوصاف والے) کے فضل وکرم سے اضافہ کیا ہے۔ت)

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کے گمان میں حدیثِ مذکور اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا:

ينادي مناد من تحت العرش: يا أهل التوحيد، الحديث.(1) (عرش کے نیچے سے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا اے توحید والو!، الحدیث۔ت)

میں اہلِ توحید سے یہی محبوبانِ خدا مراد ہیں کہ توحید خالص تام کامل ہر گونہ شرکِ خفی واَخفی سے پاک ومنزہ انہیں کا حصہ ہے(2) بخلاف اہلِ دنیا جنہیں عبد الدینار، عبد الدرہم، عبدِ طمع (لالچی)، عبدِ ہویٰ (خواہشات کا پیرو)، عبدِ رغب فرمایا گیا۔

وَقَالَ تَعَالٰی:

﴿اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ﴾(3) ترجمۂ کنز الایمان: بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہش کو اپنا خدا ٹھہرالیا۔

تو اور صاحبِ حق بھی بلا چوں وچرا راضی کر دیا جائے گا تو ایسا شخص جس کی طرف اللہ رب العزت کی شانِ کریمی اس قدر مائل ہوا سے گناہ کس طرح نقصان پہنچا سکتا ہے!

(1) "المعجم الأوسط"، من اسمه أحمد، ج۱، ص۳٦٦، الحديث: ۱۳۳٦.

(2) اصل اور کامل توحید فقط اَولیائے کاملین ہی کا خاصہ ہے کہ یہ حضرات ہر قسم کے پوشیدہ سے پوشیدہ شرک یعنی ریاکاری وغیرہ سے بھی پاک وصاف ہوتے ہیں۔

(3) پ ۲۵، الجاثية: ۲۳.

اور بے شک بے حصولِ معرفتِ الٰہی، اِطاعتِ ہوائے نفس سے باہر آنا سخت دشوار، یہ بندگانِ خدا نہ صرف عبادت بلکہ طلب واِرادت بلکہ خود اصل ہستی و وجود میں اپنے رب جلّ مجدُہ کی توحید کرتے ہیں۔(2) لا إله إلا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ت) کے معنی عوام کے نزدیک: لا معبود إلا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی عبادت کی جائے۔ت) خواص کے نزدیک: لا مقصود إلّا اللّٰه (اللہ کے سوا کوئی مقصود ومطلوب نہیں۔ت) اہلِ ہدایت کے نزدیک: لا مشهود إلّا اللّٰه (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایسا نہیں جس کی وحدانیت کی گواہی دی جائے اور جس کی بارگاہ میں مخلوق حاضر ہونے والی ہو۔ت) ان اَخصُّ الخواص اربابِ نہایت (اللہ رب العزت کے نہایت ہی خاص بندوں) کے نزدیک: لا موجود إلّا اللّٰه (اللہ تعالیٰ کے سوا حقیقتاً کوئی موجود نہیں۔ت) تو اہلِ توحید کا سچا نام انہیں کو زیبا، ولہٰذا ان کے علم کو علمِ توحید کہتے ہیں۔

جعلنا اللّٰه تعالى من خدامهم وتراب أقدامهم في الدنيا والآخرة وغفر لنا بجاههم عنده أنّه أهل التقوى وأهل المغفرة. آمين!

اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے خادموں میں شامل فرمائے اور دنیا وآخرت میں ان کے قدموں کی مٹی بنادے اور ان کے اس مرتبۂ عالیہ کے طفیل جو ان کا اس کی بارگاہ میں ہے ہمیں بخش دے بیشک وہی اس لائق ہے کہ اس سے خوف رکھا جائے اور وہی بخشنے والا ہے۔ اے اللہ! میری دعا قبول ومنظور فرما۔(ت)

---

(2) اللہ عزوجل کی معرفت کے بغیر نفس کی اطاعت سے چھٹکارا پانا بہت مشکل ہے اور اولیائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ معرفتِ الٰہی کے اس درجہ پر فائز ہوتے ہیں کہ اپنے رب عزوجل کی عبادت، اس کی یاد ومحبت بلکہ خود ان کی ہستی اور ان کا وجود اللہ عزوجل کی توحید بیان کرتا ہے۔

اُمید کرتا ہوں کہ اس حدیث کی یہ تاویل، تاویلِ امام غزالی قدس سرّہ العالی سے اَحسَن واَجوَد ہو (بہت زیادہ اچھی اورعمدہ ہوگی) و باللّٰہ التوفیق.

پھر ان سب صورتوں میں بھی جبکہ طرز یہی برتی گئی کہ صاحبِ حق کو راضی فرمائیں اور معاوضہ دے کر اسی سے بخشوائیں تو وہ کلیہ (قانون) ہر طرح صادق (درست) رہا کہ حق العبد بے معافیِ عبد، معاف نہیں ہوتا۔ غرض معاملہ نازک ہے اور امر شدید اور عمل تباہ اور اَمل بعید، اور کرم عمیم اور رحم عظیم، اور ایمان خوف و رجا کے درمیان [1]۔

وَحَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيْل وَلا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إلّا باللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالى على شَفِيعِ الْمُذْنِبِيْنَ نَجَاةِ الْهَالِكِيْنَ مُرْتَجَى الْبَائِسِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّآلِه وَصَحْبِه أجْمَعِيْن.

اور ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے، اور گناہوں سے کنارہ کش ہونے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قدرت اس کی توفیق وعنایت کے بغیر کسی میں نہیں، وہ بلند مرتبہ بزرگ و برتر ذات ہے، اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں ہوں گنہگاروں کی سفارش کرنے والی ذات پر، تباہ حالوں کے وسیلۂ نجات پر اور ناامید ہونے والوں کے مرکز امید پر یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر، ان کی سب اولاد اور ساتھیوں پر۔

(1) بہرحال حقوق العباد کی ادائیگی نہایت نازک معاملہ ہے جن کی ادائیگی کا حکم قرآن وحدیث میں نہایت ہی اہتمام کے ساتھ فرمایا گیا ہے کہ بندہ کسی بھی طرح کسی دوسرے بندے کے حقوق پامال نہ کرے لیکن سُستی وغفلت کے باعث ان حقوق کی ادائیگی نہ ہونے کے برابر ہے اور اسی سُستی اور غفلت

والحمد لله رب العالمين.
والله سبحانه وتعالى أعلم وعلمه
جلّ مجده أَتَمُّ وأَحُكَمُ.

سب تعریف اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا پروَردگار ہے، اور اللہ تعالیٰ پاک بلند وبالا سب سے بڑا عالم ہے اور اس عظمت والی ذات کا علم نہایت درجہ کامل اور محکم ومضبوط ہے۔(ت)

۱۴/جمادی الاولی ۱۳۱۰ھ

رسالہ:

أعجب الإمداد في مكفّرات حقوق العباد

ختم ہوا۔

کے باعث ان حقوق کی ادائیگی مشکل سے مشکل تر ہوتی جارہی ہے لیکن رحیم وکریم رب عزوجل کا رحم وکرم نہایت ہی وسیع اور عظیم ہے جس کی ذات سے امید کی جاسکتی ہے کہ وہ جل شانہ ان حقوق کی ادائیگی کی توفیق نصیب فرمائے گا۔ اور مذکورہ بالا تمام صورتوں میں قاعدہ قانون ہر طرح سچا رہا کہ جب تک صاحبِ حق اپنا حق معاف نہیں کریگا حقوق معاف نہیں ہونگے۔ لہٰذا حقوق کی ادائیگی میں ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیے کہ مجھ سے کسی کی حق تلفی نہ ہوجائے اور حتی المقدور ان حقوق کی ادائیگی کی کوشش کرتے رہنا چاہیے ایمان کی شان تو یہی ہے کہ بندہ امید اور خوف کے درمیان رہے یعنی اپنے عمل کے قبول ہونے کی امید بھی ہو اور قبول نہ ہونے کا ڈر بھی۔

﴿مآخذ و مراجع﴾

نمبر شمار	کتاب	مصنف/مؤلف	مطبوعہ
1	قرآن مجید	کلام اللّٰہ تعالی	پاك کمپنی، اردو بازار لاهور
2	كنز الإيمان	إمام أحمد رضا خان عليه رحمة الرحمن	پاك کمپنی، اردو بازار لاهور
3	التفسير الكبير	فخر الدين الرازي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار إحياء التراث العربي، بيروت
4	التيسير	عبد الرؤوف المناوى رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الفكر، بيروت
5	الجامع الصغير	جلال الدين السيوطي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الكتب العلمية، بيروت
6	الدر المنثور	جلال الدين السيوطي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الفكر، بيروت
7	العلل المتناهية	عبد الرحمن بن علي ابن الجوزي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الكتب العلمية، بيروت
8	المستدرك	محمد بن عبد اللّٰه الحاكم رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار المعرفة، بيروت
9	المسند	الإمام أحمد بن حنبل رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الفكر ، بيروت
10	المعجم الكبير	سليمان بن أحمد الطبراني رحمة اللّٰه تعالى عليه	المكتبة الفيصلية، بيروت
11	المعجم الأوسط	سليمان بن أحمد الطبراني رحمة اللّٰه تعالى عليه	المكتبة الفيصلية، بيروت
12	سنن ابن ماجه	محمد بن يزيد ابن ماجه رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار المعرفة، بيروت
13	سنن الترمذي	أبو عيسى محمد بن عيسى رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الفكر، بيروت
14	شعب الإيمان	أحمد بن الحسين البيهقي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الكتب العلمية، بيروت
15	صحيح البخاري	محمد بن إسماعيل رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الكتب العلمية، بيروت
16	صحيح مسلم	مسلم بن حجاج رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار ابن حزم، بيروت
17	فردوس الأخبار	شيرويه بن شهردار الديلمى رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الفكر، بيروت
18	فيض القدير	عبد الرؤوف المناوي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الكتب العلمية، بيروت
19	كنز العمال	علاء الدين علي المتقي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الكتب العلمية، بيروت
20	مجمع الزوائد	علي بن أبي بكر الهيثمي رحمة اللّٰه تعالى عليه	دار الفكر، بيروت
21	القاموس الفقهي	سعدي أبو حبيب	إدارة القرآن، كراتشي